142223 ـ وقوع طلاق كى شرعى قيود

سوال

ميں مسلمان ہوں ميرا ايمان ہے كہ اللہ تعالى كى حكمت ہے چاہے ہميں اس حكمت كى كوئى سمجھ نہ آئے، اللہ عزوجل كو علم ہے كہ كس چيز ميں ہمارا فائدہ ہے.
مجھے علم ہے كہ عقد نكاح ميں جو سختى ہے اس ميں حكمت يہ ہے كہ خرابى اور فساد سے اجتناب اور بعد پيدا ہو، تا كہ كوئى عورت زنا كر كے يہ نہ كہے كہ ميں تو شادى شدہ ہوں ليكن طلاق كے معاملہ ميں اتنى آسانى كيوں.
صرف ايك كلمہ كے ساتھ ہى شادى ختم ہو جاتى ہے اور پھر بغير گواہوں كے ہى اور لوگوں كو بتائے بغير ہى، اور پھر طلاق تين طلاقوں ميں محدود ہے، كيا خاندان كى تباہى ميں يہ آسانى نہيں ہے ؟
اور اسى طرح طلاق ميں گواہوں كا نہ ہونے ميں بھى خرابى نہيں كہ اگر طلاق دينے والا خاوند طلاق پر گواہ نہيں بناتا تو بيوى وراثت كا مطالبہ كر سكتى ہے، اور پھر زنا سے حاملہ ہونے كے بعد وہ طلاق دينے والے شخص كى طرف اسے منسوب بھى كر سكتى ہے ؟

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

اسلام نے شادى اس ليے مشروع كى ہے اور شادى كرنے كا حكم اس ليے ديا ہے كہ اس ميں بہت سارى مصلحتيں پائى جاتى ہيں، اور مصلحت كى بنا پر ہى طلاق ميں سختى كى ہے، ايسا نہيں جيسا سائل كہہ رہا ہے: كہ طلاق ميں آسانى كى گئى ہے بلكہ طلاق كے ليے كئى ايك قيود اور احكام ہيں جو طلاق ميں مرد پر تنگى كرتے ہيں، اور طلاق كے وقوع ميں كمى كرتے ہيں اس ليے طلاق خاوند كے ہاتھ نہيں دى گئى كہ وہ جب چاہے اسے استعمال كر لے.

اگر مسلمان ان احكام پر عمل پيرا ہوں تو طلاق كى شرح بہت ہى كم ہو جائے، اور خاوند بالفعل بغير كسى ضرورت كے طلاق دے ہى نہ، ليكن آج كل اكثر لوگ ان احكام كى پابندى نہيں كرتے، اور انہوں نے اللہ كى حدود سے تجاوز كرنے كى جرات كرنا شروع كر دى ہے، اسى بنا پر طلاق كثرت سے ہوتى ہے اور كچھ لوگوں نے يہ گمان كر ليا ہے كہ اسلام نے طلاق كے معاملہ ميں آسانى كر ركھى ہے.

طلاق كے وقوع ميں كمى كرنے كے ليے درج ذيل احكام مشروع كيے ہيں:

1 ـ اصل ميں طلاق دينا ممنوع ہے، يا تو حرام يا پھر مكروہ.

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

اصلا طلاق ممنوع ہے، صرف بقدر ضرورت طلاق مباح کی گئی ہے، جیسا کہ صحیح بخاری میں جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" ابلیس اپنا تخت پانی پر لگاتا اور اپنے لشکر کور وانہ کرتا ہے، ابلیس کے ہاں سب سے زیادہ مقام و مرتبہ والا وہ کارندہ ہوتا ہے جو سب سے زیادہ فتنہ و خرابی کرنے والا ہو.

شیطان ابلیس کے پاس آ کر کہتا ہے میں اس شخص کے ساتھ ہی لگا رہا حتی کہ اس نے ایسے کیا، اور ایك دوسرا شیطان آ کر کہتا ہے میں اس کے ساتھ ہی لگا رہا حتی کہ میں نے اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان علیحدگی کرا دی، تو ابلیس اس شیطان کے قریب ہو کر کہتا ہے:

" ہاں تم نے کام کیا تم نے کام کیا، اور اسے اپنے ساتھ چمٹا لیتا ہے "

اور اللہ سبحانہ و تعالی نے جادو کی مذمت میں فرمایا ہے:

تو وہ ان دونوں سے وہ کچھ سیکھتے ہیں جس سے آدمی اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی ڈالتے ہیں البقرة (102)

انتہی.

دیکھیں: مجموع الفتاوی (33 / 81).

اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا یہ بھی کہنا ہے:

" اور اگر ضرورت طلاق دینے کا باعث نہ ہوتی تو دلیل طلاق حرام ہونے کی متقاضی تھی، جیسا کہ آثار اور اصول اس پر دلالت کرتے ہیں، لیکن اللہ سبحانہ و تعالی نے بندوں کی ضرورت کی بنا پر اپنے بندوں پر رحمت کرتے ہوئے بعض اوقات طلاق کو مباح کیا ہے " انتہی

دیکھیں: مجموع الفتاوی (32 / 89).

2 ـ اللہ تعالی نے طلاق خاوند کے ہاتھ میں دی ہے نا کہ بیوی کے ہاتھ میں.

اگر طلاق عورت کے ہاتھ میں دی گئی ہوتی تو آپ دیکھتے کہ اس وقت جتنی طلاق کی شرح ہے اس سے بھی کہیں زیادہ طلاقیں ہوتیں؛ کیونکہ عورت بہت جلد جذبات اور غصہ میں آ جاتی ہے، اور اپنے فیصلہ میں بہت جلدی کرتی ہے.

ابن ہمام حنفی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

طلاق کی تشریع کے محاسن میں یہ بھی شامل ہے کہ طلاق مردوں کے ہاتھ میں دی گئی ہے نہ کہ عورتوں کے ہاتھ میں اس کا سبب یہ ہے کہ: مرد حضرات اپنے آپ پر زیادہ کنٹرول کرنے والے ہوتے ہیں، اور معاملات کے انجام کو مدنظر رکھتے ہیں.

دیکھیں: فتح القدير (3 / 463).

3 - آدمی کے لیے جائز نہیں کہ وہ بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دے، یا پھر اس طہر میں جس میں بیوی کے ساتھ جماع کیا ہو.

اس طلاق کے واقع ہونے میں فقہاء کرام کا اختلاف پایا جاتا ہے آیا حیض یا جماع کرنے کے بعد طہر میں دی گئی طلاق واقع ہو گی یا نہیں ؟

اس کی تفصیل دیکھنے کے لیے آپ سوال نمبر (72417) کے جواب کا مطالعہ کریں.

اس لیے جو شخص اپنی بیوی کو طلاق دینا چاہتا ہو اور بیوی حیض کی حالت میں ہو یا پھر اس نے اس طہر میں بیوی سے جماع کر لیا ہو تو اسے انتظار کرنا چاہیے کہ وہ حیض سے پاس ہو جائے اور پھر طہر میں جماع کرنے سے پہلے طلاق دے، بعض اوقات یہ عرصہ اور مدت ایك ماہ تك چلا جاتا ہے، اور اکثر طور پر اس عرصہ میں خاوند طلاق دینے کا ارادہ تبدیل کر لیتا ہے، اور جس سبب نے اسے طلاق پر ابھارا تھا وہ سبب بھی ختم ہو سکتا ہے.

4 - طلاق کے بعد بیوی کو گھر سے نہ نکالنا، طلاق کے بعد بیوی کو گھر سے نکالنا جائز نہیں، کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت سے کہو) جب تم اپنی بیویوں کو طلاق دینا چاہو تو ان کی عدت (کے دنوں کے آغاز) میں انہیں طلاق دو، اور عدت کا حساب رکھو، اور اللہ تعالی سے جو تمہارا پروردگار ہے ڈرتے رہو، نہ تم انہیں ان کے گھروں سے نکالو اور نہ وہ خود نکلیں، ہاں یہ اور بات ہے کہ وہ کھلی برائی کر بیٹھیں، یہ اللہ کی مقرر کردہ حدیں ہیں، جو شخص اللہ کی حدوں سے تجاوز کر جائے اس نے یقینا اپنے اوپر ظلم کیا، تم نہیں جانتے کہ شائد اس کے بعد اللہ تعالی کوئی نئی بات پیدا کر دے الطلاق (1).

اس حکم میں حکمت یہ ہے کہ خاوند اور بیوی کو اپنی مشکل حل کرنے کے لیے مہلت اور فرصت دی جائے اور کسی تیسرے شخص کی دخل اندازی سے قبل ہی خاوند اور بیوی آپس میں رجوع کر لیں، کیونکہ ہو سکتا ہے کسی اور شخص کی دخل اندازی اصلاح کے لیے نہیں بلکہ اور خرابی پیدا کرنے کے لیے ہو.

اگر صرف طلاق كى بنا پر ہى عورت اپنے گھر سے چلى جائے، تو اس كے نتيجہ ميں خاوند كو اور زيادہ اختلاف ہو جائيگا ـ جيسا كہ ہوتا ہے ـ اور خاوند اپنى بيوى سے رجوع ہى نہيں كريگا.

اللہ سبحانہ و تعالى نے اسى آيت ميں اس حكم كى حكمت بيان كرتے ہوئے فرمايا ہے:

تم نہيں جانتے كہ شائد اس كے بعد اللہ تعالى كوئى نئى بات پيدا كر دے الطلاق (1).

اور يہ حالت ميں تبديلى اور خاوند كا اپنى بيوى سے رجوع كرنا ہے.

مزيد آپ سوال نمبر (14299) كے جواب كا مطالعہ ضرور كريں.

5 ـ شريعت مطہرہ نے خاوند كے ليے طلاق دينے كى تعداد كى حد تين طلاق مقرر كى ہے.

اس ميں ظاہر تو يہى حكمت ہے تاكہ اگر وہ طلاق پر نادم ہو تو اسے بيوى سے رجوع كرنے كى فرصت اور موقع مل جائے اور ہو سكتا ہے دونوں ميں سے جس كى غلطى تھى وہ اپنى غلطى كى تصحيح كر لے.

پھر خاوند كو ايك اور موقع ديا گيا ہے، اور اگر وہ اسے تيسرى طلاق دے دے تو يہ ـ غالبا اس پر دلالت كرتى ہے كہ ـ ان كے معاملات درست نہيں ہوئے، اس ليے اب عليحدگى كے علاوہ كوئى چارہ نہيں رہا.

طاہور بن عاشور رحمہ اللہ كہتے ہيں:

اس عظيم تشريع ميں حكمت يہ ہے كہ: خاوندوں كو اپنى بيويوں كے حقوق كم سمجھنے سے روكنا، اور بيويوں كو اپنے ہاتھوں سے كھلونا بنانے سے منع كرنا ہے، اس ليے پہلى طلاق خاوند كے ليے خطرہ كى گھنٹى اور دوسرى طلاق تجربہ اور تيسرى طلاق كو عليحدگى اور جدائى بنايا گيا ہے.

جيسا كہ رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے موسى اور خضر عليہ السلام كے قصہ ميں فرمايا ہے:

" پہلى غلطى موسى عليہ السلام كى جانب سے بھول كر ہوئى تھى، اور دوسرى شرط تھى اور تيسرى عمدا اور جان بوجھ كر تھى "

اسى ليے خضر نے موسى عليہ السلام كو تيسرى بار كہا تھا: يہ ميرے اور آپ كے درميان جدائى ہے . الكھف (78).

صحيح بخارى حديث نمبر (2578) مسند احمد (35 / 56).

محققين حضرات نے اس حديث كو صحيح قرار ديا ہے.

دیکھیں: التحریر و التقریر (2 / 415).

اور ابن ہمام حنفی رحمہ اللہ تین طلاقوں کی مشروعیت میں حکمت بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

" کیونکہ نفس جھوٹا ہے، بعض اوقات نفس یہ ظاہر کرتا ہے کہ اس کی ضرورت نہیں رہی یا اسے چھوڑنے کی ضرورت پیش آ گئی ہے، یا اس طرح کا خیال دل میں لائے اور جب یہ ہو جائے یعنی طلاق دے بیٹھے اور نادم ہو اور سینہ میں تنگی پیدا ہو جائے اور صبر کرنا مشکل ہو تو اللہ سبحانہ و تعالی نے تین طلاق مشروع کی ہیں تا کہ وہ پہلی بار تجربہ کرے اور تو واقعتا اس کی تصدیق ہو تو وہ طلاق میں ہی رہنے اور اس کی عدت گزر جائے.

وگرنہ اس کے لیے بیوی سے رجوع کرنا ممکن ہے، پھر اگر دوسری بار بھی نفس اسے ایسا کرنے پر ابھارتا ہے اور غالب آ جائے تو وہ اسے طلاق دے بیٹھے تو وہ جو کچھ ہوا ہے اس میں غور و خوض کرے.

اس لیے وہ تین طلاق اسی وقت دیتا ہے جب وہ اپنی حالت کا تجربہ کر چکا ہے، اور پھر تین طلاق کے بعد کوئی عذر قابل قبول نہیں ہوگا " انتہی

دیکھیں: شرح فتح القدیر (3 / 465 ـ 466).

6 ـ بیوی کو وعظ و نصیحت کرنے اور بستر میں اکیلا چھوڑنے اور ہلکا پھلکا مارنے کی مشروعیت، لیکن یہ اس وقت ہے جب بیوی اپنے خاوند کی نافرمان ہو، اور اس کی بات نہ مانے اللہ تعالی کا فرمان ہے:

اور جن عورتوں کی نافرمانی اور بد دماغی کا تمہیں خوف ہو انہیں نصیحت کرو اور انہیں الگ بستر پر چھوڑ دو اور انہیں مار کی سزا دو پھر اگر وہ تمہاری اطاعت کریں تو ان پر کوئی راہ تلاش نہ کرو، یقینا اللہ تعالی بڑی بلندی اور بڑائی والا ہے النساء (34).

اس لیے چھوٹی سے مشکل پر ہی خاوند طلاق سے ابتدا نہ کرے، بلکہ یہ سب خاوند اور بیوی کے مابین اصلاح کی کوششیں ہیں کہ طلاق سے قبل ان میں صلح ہو جائے.

7 ـ اگر خاوند اور بیوی آپس میں اپنے جھگڑا حل نہ کر سکنے سے عاجز ہو جائیں تو پھر ان میں کوئی تیسرا شخص فیصلہ کرے.

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اور اگر تمہیں میاں اور بیوی کے درمیان آپس کی ان بن کا ڈر ہو تو ایک منصف مرد والوں کی جانب سے اور ایک عورت کے گھر والوں کی جانب سے مقرر کرو، اگر یہ دونوں صلح کرانا چاہیں گے تو اللہ دونوں میں ملاپ کرا دے گا،

يقينا اللہ تعالى پورے علم والا پورى خبر والا ہے النساء (35).

اس ليے اگر جھگڑا ہو جائے اور اسے حل كرنے ميں مشكلات پيش آ رہى ہوں تو خاوند فورى طور پر طلاق ہى نہ دے بلكہ اس جھگڑے كو حل كرنے كے ليے دو منصف افراد كے ليے ايك اور كوشش كى جائے.

اس سے واضح ہوا كہ دين اسلام نے طلاق كى مشروعيت ميں آسانى نہيں برتى، بلكہ اس ميں تو مرد پر سختى اور تشديد كى ہے تا كہ طلاق ميں كمى واقع ہو، اس ليے كہ اللہ سبحانہ و تعالى كا طلاق ناپسند ہے محبوب نہيں.

شيخ عبد العزيز بن باز رحمہ اللہ سے دريافت كيا گيا:

اسلام نے خاوند اور بيوى كے مابين آخرى حل طلاق بنايا ہے، اور اس سے قبل آپس كى مشكلات كو حل كرنے كے ليے طلاق دينے كى بجائے كئى ايك حل پيش كئے ہيں، جناب والا اگر آپ ہميں خاوند اور بيوى كے مابين جھگڑے كو حل كرنے كے ليے اسلام كى جانب سے وضع كردہ حل كے بارہ ميں بتائيں تو آپ كى عين نوازش ہو گى .

شيخ رحمہ اللہ كا جواب تھا:

" اللہ سبحانہ و تعالى نے خاوند اور بيوى كے مابين جھگڑا ہو جانے كى صورت ميں كئى وسائل مشروع كيے ہيں جن سے ان ميں اختلاف ختم ہو سكتا ہے اور وہ طلاق كى شبيح سے دور رہتے ہوئے آپس ميں اكٹھے رہ سكتے ہيں، ان وسائل ميں درج ذيل وسائل شامل ہيں:

وعظ و نصيحت كرنا، اور پھر اگر يہ كام نہ آئے تو اسے بستر ميں عليحدہ چھوڑنا، اور اگر يہ بھى كام نہ آئے تو ہلكا پھلكا مارنا جيسا كہ اللہ سبحانہ و تعالى كا فرمان ہے:

اور جن عورتوں كى نافرمانى اور بد دماغى كا تمہيں خوف ہو انہيں نصيحت كرو اور انہيں الگ بستر پر چھوڑ دو اور انہيں مار كى سزا دو پھر اگر وہ تمہارى اطاعت كريں تو ان پر كوئى راہ تلاش نہ كرو، يقينا اللہ تعالى بڑى بلندى اور بڑائى والا ہے النساء (34).

اور ان وسائل ميں يہ بھى شامل ہے كہ خاوند اور بيوى كے گھرانہ سے ايك ايك منصف شخص خاوند اور بيوى كے جھگڑے كو حل كرنے كے ليے مقرر كيا جائے جيسا كہ اللہ سبحانہ و تعالى كے اس فرمان ميں ہے:

اور اگر تمہيں مياں اور بيوى كے درميان آپس كى ان بن كا ڈر ہو تو ايك منصف مرد والوں كى جانب سے اور ايك عورت كے گھر والوں كى جانب سے مقرر كرو، اگر يہ دونوں صلح كرانا چاہيں گے تو اللہ دونوں ميں ملاپ كرا دے گا، يقينا اللہ تعالى پورے علم والا پورى خبر والا ہے النساء (35).

اور اگر ان وسائل سے بھی فائدہ نہ ہو اور خاوند اور بیوی کی آپس میں صلح نہ ہو اور اختلاف باقی رہیں تو اللہ سبحانہ و تعالی نے خاوند کے لیے طلاق مشروع کی ہے کہ اگر سبب وہ ہے تو بیوی کو طلاق دے دے، اور اگر ایسا نہیں بلکہ بیوی اپنے خاوند کو ناپسند کرتی ہے یا پھر بیوی کی غلطی ہے تو وہ خاوند کو فدیہ دے کر اپنی جان چھڑا سکتی ہے.

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

یہ طلاقیں دو مرتبہ ہیں، پھر یا تو اچھائی سے روك لینا ہے یا عمدگی کے ساتھ چھوڑ دینا ہے، اور تمہارے لیے حلال نہیں کہ تم نے انہیں جو دے دیا ہے اس میں سے کچھ بھی واپس لو، ہاں یہ اور بات ہے کہ دونوں کو اللہ کی حدود قائم نہ رکھ سکنے کا خوف ہو اس اگر تمہیں ڈر ہو کہ یہ دونوں اللہ کی حدیں قائم نہ رکھ سکیں گے تو عورت رہائی پانے کے لیے کچھ دے ڈالے، اس میں دونوں پر کوئی گناہ نہیں، یہ اللہ کی حدیں ہیں خبردار ان سے تجاوز مت کرنا، اور جو لوگ اللہ کی حدوں سے تجاوز کر جائیں وہ ظالم ہیں البقرۃ (229).

اس لیے کہ اچھائی اور عمدگی کے ساتھ علیحدہ کر دینا اور چھوڑ دینا یہ آپس میں اختلاف سے بہتر ہے، اور پھر اس میں ان مقاصد کا حصول بھی ناممکن ہو جاتا ہے جن کی وجہ سے نکاح مشروع کیا گیا ہے.

اسی لیے اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اور اگر خاوند اور بیوی جدا بھی ہو جائیں تو اللہ تعالی اپنی وسعت سے ہر ایك کو بےنیاز کر دیگا، اور اللہ تعالی وسعت والا حکمت والا ہے النساء (130).

اور پھر صحیح حدیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ جب ثابت بن قیس کی بیوی ثابت سے محبت نہ ہونے کی بنا پر اپنے خاوند کے ساتھ رہنے کی استطاعت نہ رکھ سکی تو نبی کریم صلی اللہ نے عورت کی اجازت دی کہ وہ ثابت بن قیس نے اسے جو مہر میں باغ دیا تھا وہ واپس کر دے اور آپ نے ثابت بن قیس انصاری رضی اللہ تعالی عنہ کو حکم دیا کہ باغ قبول کر کے اسے ایك طلاق دے دو، تو انہوں نے ایسا ہی کیا "

اسے امام بخاری نے صحیح بخاری میں روایت کیا ہے.

دیکھیں: فتاوی علماء البلد الحرام (494 - 495).

واللہ اعلم .